© rasailojaraid.com

تبصرے

The Early Development of Islamic Jurisprudence.

یہ کتاب اسلام کے ابتدائی دور میں اُصولِ فقہ کے ارتقاء پر ہے۔ اس کے مصنف مولانا احمد حسن ہیں، جنھوں نے پہلے باقاعدہ طور پر درسِ نظامیہ کی تکمیل کی۔ پھر ایم۔ اے کیا۔ اس کے بعد کراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ زیرِ نظر کتاب وہ مقالہ ہے جو مولانا احمد حسن صاحب نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لیے کراچی یونیورسٹی میں پیش کیا تھا اور اس پر اُنھیں ڈاکٹریٹ دی گئی۔

قاہرہ کے عالمی شہرت کے حامل مجلہ "المنار" کے ایڈیٹر شیخ محمد عبدہٗ کے شاگرد اور تفسیر المنار کے مصنف شیخ رشید رضا نے ایک دفعہ کہا تھا کہ مسلمانانِ برصغیر کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ انھوں نے اس آخری دور میں علمِ حدیث کو زندہ رکھا اور اس کی بڑی خدمت کی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس ایک سو سال کے عرصے میں برصغیر میں علمِ حدیث کے درس و تدریس، کتبِ حدیث کی نشر و اشاعت اور ان کی شرحوں کی تدوین کی طرف جتنی توجہ دی گئی کسی اور اسلامی ملک میں اتنی توجہ نہیں دی گئی۔ لیکن اس کے مقابلے میں اس دوران فقہ اور بالخصوص اصولِ فقہ پر ہمارے ہاں کوئی تنقیدی و تخلیقی کام نہیں ہوا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ اور اسلامی ملکوں کی طرح یہاں ایک سے زیادہ مذاہبِ فقہ کا کبھی رواج نہیں ہوا۔ بس ایک ہی فقہ کا تسلط رہا اور وہ تھی حنفی فقہ اور وہ بھی متاخرین کے دور کی جس میں رائے و اجتہاد کی مطلق کوئی گنجائش نہ تھی۔ دوسرے برطانوی عمل داری نے ۱۸۵۷ء کے بعد بتدریج اسلامی فقہ کو عدالتوں سے خارج کر دیا اور وہ صرف چند فقہی کتابوں کو پڑھنے پڑھانے تک محدود ہو کر رہ گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فقہ تمام تر کتابی و نظری بن گئی اور اس کی وجہ سے اس میں حد سے زیادہ جمود و تشدد آ گیا۔ اس کا ردِ عمل ہوا تو اہلِ حدیث کی صورت میں، جو سرے سے مذاہبِ فقہ کی ضرورت و اہمیت ہی کا انکار کرتے ہیں۔

علامہ اقبال مرحوم جہاں اسلامی فقہ کی امکانی وسعتوں اور ترقیوں کے قائل تھے۔ جیسا کہ انھوں نے چالیس سال قبل اپنے ایک خطبے میں فرمایا تھا کہ "جیسے جیسے مسلمانوں میں زندگی کو تقویت پہنچے گی، اسلام کی عالم گیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رُوح فقہا کی قدامت پسندی کے باوجود اپنا کام کرکے رہے گی۔ مجھے اس امر کا بھی یقین ہے کہ جونہی فقہ اسلام کا مطالعہ غائرنہ نگاہوں سے کیا گیا، اس کے موجودہ ناقدین کی یہ رائے بدل جائے گی کہ اسلامی قانون جامد یا مزید نشوونما کے ناقابل ہے" ——— وہاں وہ فقہ کے معاملے میں برصغیر کے مسلمانوں کی قدامت پسندی سے بھی شاکی تھے۔ چنانچہ اسی خطبے میں انہوں نے یہ بھی کہا تھا "بدقسمتی سے اس ملک کے قدامت پسند مسلم عوام کو ابھی یہ گوارا نہیں کہ فقہ اسلامی کی بحث میں کوئی تنقیدی نقطۂ نظر اختیار کیا جائے۔"

ڈاکٹر احمد حسن کی یہ کتاب فقہ اسلامی پر ایک تنقیدی بحث ہے۔ اور علامہ اقبال نے اس کا غائر مطالعہ کرنے کی ضرورت کی طرف جو توجہ دلائی تھی تاکہ ہم فقہِ اسلامی کی تشکیلِ نو کی منزل کی سمت گامزن ہو سکیں تو اُس سلسلے کی یہ ایک کامیاب کوشش ہے۔ درحقیقت صدرِ اسلام کی فقہی سرگرمیوں اور ان کے بنیادی اصولوں کا جائزہ لیے بغیر عہدِ حاضر کے لیے کسی فقہی نظام کو بروئے کار لانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ فاضل مصنف نے زیرِ نظر کتاب میں اُن کا جائزہ لے کر گویا ایک اساس کا تعین کر دیا ہے جس پر کہ فقہ اسلامی کی تشکیلِ نو کی جا سکتی ہے۔

کتاب کے پہلے باب میں فقہ کے مفہوم کا تعین کیا گیا ہے۔ شروع میں فقہ کا مفہوم صرف قانون تک محدود نہ تھا بلکہ اس سے مراد دین کو اچھی طرح سمجھنا تھا۔ اس لیے فقہ اور حدیث دو الگ الگ مبحث نہ تھے بلکہ دونوں ایک ہی زمرے میں شمار ہو سکتے تھے۔

دوسرے باب میں ابتدائی مذاہبِ فقہ کی نشوونما پر بحث کی گئی ہے۔ شروع میں کسی ایک فقہی مذہب اور مجتہد کی پابندی کا رواج نہ تھا۔ علاوہ ازیں ہر علاقے کے لوگ اپنے اپنے علاقے کے اہلِ علم کے فتووں کو قبول کرتے تھے نیز قرآن اور سنت سے استنباطِ مسائل کے معاملے میں کافی آزادی تھی۔ اسلامی فقہ کے مآخذ میں قرآن کے بعد سنت کا درجہ ہے۔ سنت کیا ہے اور اس کا مفہوم پہلے کیا تھا اور امام شافعیؒ کے بعد کس طرح سنت اور حدیث تقریباً ہم معنی ہو گئیں، ڈاکٹر احمد حسن نے اس پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے۔ موصوف کی سُنت پر یہ بحث اور امام شافعیؒ نے سنت کو جس طرح حدیث میں محدود کر دیا۔ پھر رائے، اجتہاد اور اجماع کی امام شافعیؒ نے جو مخالفت کی ہے، ان سب پر مصنف کا محاکمہ زیرِ نظر کتاب کے سب سے اہم باب ہیں، جو پُر از معلومات بھی ہیں اور کافی فکر انگیز بھی۔ مصنف کی امام شافعیؒ کے اس مسلک پر جو تنقید ہے اُس میں وزن بھی ہے اور اعتدال بھی۔ امام شافعیؒ نے اسلامی فقہ کو علاقائی علیحدگی، انارکی اور انتشار سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بچانے کے لیے اُسے حدیث کے دائرے میں محدود کرنا مناسب سمجھا۔ اس سے یہ مقصد تو پورا ہوگیا۔ لیکن اسلام کی ابتدائی دو صدیوں میں رائے واجتہاد اور اجماع کے ذریعہ فقہ میں جو وسعت پیدا ہوئی تھی وہ سمٹ کر رہ گئی اور جمود کی راہ کھُل گئی اور اسی کا نتیجہ تھا کہ عملاً یہ مان لیا گیا کہ اب اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔

مصنف لکھتے ہیں کہ امام شافعیؒ سے پہلے سنت کا مفہوم زیادہ وسیع تھا۔ اور حدیث اور سنت دو الگ الگ اصطلاحات تھیں۔ امام شافعیؒ نے دونوں کی یہ باہمی تفریق ختم کر دی اور سنت کی اساس حدیث کو بنانے پر زور دیا۔ اسی طرح امام شافعیؒ سے پہلے "نص" کے تصور کی قانون کے ضمن میں اتنی اہمیت نہ تھی۔ انھوں نے جو نص پر اتنا زور دیا اور وہ مشتمل تھی قرآن و حدیث دونوں پر تو اس سے قانون سازی کے لیے "رائے" کا عمل دخل کم ہو گیا۔ اور "رائے" کے بعد "اجماع" کا طریقہ کار معمول بہ رہا۔ اب "اجماع" کا تصور متقدمین کے ہاں اور تھا اور امام شافعیؒ اور ان کے بعد کے دور میں اور ہو گیا۔ متاخرین نے اجماع کو انتہائی رسمی اور جامد بنا دیا اور اس سے اجتہاد و اجماع کی مسلسل حرکت رُک گئی۔ ڈاکٹر احمد حسن نے اس مسئلے پر بڑی مفصل اور مدلل بحث کی ہے۔ مشہور مستشرق شخت نے جس کی اسلام کے دورِ اول کے فقہی ارتقا پر بڑی معرکہ آرا کتاب ہے، سُنتِ نبویؐ کی تاریخی حیثیت کا انکار کیا ہے۔ اسی طرح اُس نے بعض اُن احادیث کو وضعی قرار دیا ہے، جن پر اُصول فقہ کی بعد میں بنیاد رکھی گئی نیز شخت نے فقہ کی کئی بنیادی اصطلاحوں کو دوسری زبانوں سے ماخوذ بتایا ہے۔ مصنف نے شخت کی ان تمام تحریفات کو بے بنیاد ثابت کیا ہے اور ان کی تردید میں بڑے مسکت دلائل دیے ہیں۔ اس اعتبار سے زیرِ نظر کتاب بین الاقوامی علمی حلقوں میں خصوصی اہمیت کی مستحق سمجھی جائے گی۔ ڈاکٹر احمد حسن کا استدلال خواہ وہ امام شافعیؒ کے موقف کی تنقید میں ہو یا شخت کی تردید میں، خالص فقیہانہ ہے اور موصوف نے جذبات کو اس فقہی بحث میں آنے نہیں دیا۔ اُن کی ساری کتاب پڑھ جائیے، آپ کو اسی نوعیت کا دھیما استدلال ملے گا۔ یعنی اس کتاب سے کسی خاص فقہی مسلک کی پُر جوش تائید یا کسی مستشرق کی "بد باطنی" یا "اسلام دشمنی" کے خلاف جذبۂ جہاد مترشح نہیں ہوتا۔ بس ایک فقہی و علمی بحث ہے جو مصنف نے کافی معروضی انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں وہ جدید ہونے کے باوجود بڑی حد تک قدامت پسند رہے ہیں اور حدیث، سنت، اجتہاد اور اجماع پر بحث کرتے ہوئے وہ اتنے قدامت پسند نہیں کہ تجدد پسند اُن کی بات نہ سمجھ سکیں۔ ہمارے نزدیک جیسے خود مصنف قدامت اور تجدد دونوں کا متوازن امتزاج ہیں۔ یہی امتزاج ان کی تصنیف میں ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کتاب کے آخر میں ڈاکٹر احمد حسن نے تمام مباحث کا مختصر خلاصہ درج کیا ہے، جس میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"نئے دور نے اُمتِ اسلامیہ کے لیے ایک بڑی تعداد میں نئے مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ قرآن اور سنت محکم اساس ہیں، جن سے ان مسائل کے جوابات تلاش کیے جا سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں اسلام کے دورِ اول میں ایک فطری عملی طریقہ یہ تھا کہ نئے حالات کی روشنی میں قانون کی تعبیر و تشریح کی جاتی تھی۔ ہمیں اس میں رہنمائی مل سکتی ہے۔ اب اجتہاد کو بروئے کار لاتے ہوئے ہمیں قیاس کے دائرے کو وسیع کرنا چاہیے تاکہ اس طرح مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک زیادہ عملی اور مؤثر راہ نکل سکے۔ اسلام کے دورِ اوّل میں قانون سازی کے ضمن میں "رائے" اور "اجماع" کا جو طریقہ کار مروج تھا، اُسے آج پھر زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ رائے کے استعمال سے جو فیصلے تجویز کیے جائیں گے ان کی غلطیوں کا سدِ باب صرف اسی طرح ہو سکتا ہے۔"

غرض مصنف نئے حالات و واقعات کے لیے اسلامی قوانین بناتے میں اسلام کے اُس دور سے رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہیں، جب اہلِ علم اور ان کے ساتھ اہلِ حکومت بھی پیش آنے والے مسائل کا حل "رائے" کی مدد سے قرآن و سنت سے تلاش کرتے تھے اور پھر یہ حل "اجماع" کی کسوٹی پر پرکھے جاتے تھے، اسی طرح قانون سازی کا عمل ارتقاپذیر ہوتا تھا اور زمانے کے ساتھ ساتھ نئے حالات و واقعات کے لیے قانون بنتے جاتے تھے۔

ہمارے خیال میں ہمارے ہاں فقہ میں اس نوعیت کی یہ پہلی کتاب ہے، جس میں اسلام کے دورِ زریں کو پیش کر کے اُس سے مستقبل کے لیے ہدایت حاصل کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

یہ کتاب ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد نے شائع کی ہے۔ ضخامت ۲۲۴ - قیمت ۱۵/- روپے

ہم ادارہ اور مصنف دونوں کو اس کتاب کی اشاعت پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

خلافت و ملوکیّت ــــ تاریخی شرعی حیثیت

تالیف: مولانا حافظ صلاح الدین یوسف ملنے کا پتہ: جامع مسجد اہلِ حدیث دھرمپورہ لاہور

کچھ عرصہ ہوا، مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودی کی تصنیف کردہ ایک کتاب خلافت و ملوکیت کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ اس کے جواب میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ زیرِ نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک

© rasailojaraid.com